۶۶واں باب

نبوت کے اوّلین چھ برس، ایک اجمالی جائزہ

۲۷۰ پانچویں برس کے آغاز میں مکہ کی صورتِ حال

۲۷۵ ساتویں سالِ نبوت کا آغاز

۶۶واں باب

نبوت کے اوّلین چھ برس، ایک اجمالی جائزہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰه، ساری تعریفیں اور سارے شکر یے اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ناچیز بندے کو اپنے آخری رسول ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو قرآن مجید کے نزول کے ساتھ بیان کرنے کی توفیق و سعادت کو جاری رکھا۔ **اللّٰهم لك الحمد و لك الشكر**

'کاروانِ نبوت ﷺ' کی یہ پانچویں جلد، نبوت کے ساتویں تا گیارہویں برسوں کے واقعات و معاملات کی تفصیل اور اس دوران میں نازل ہونے والے قرآن کے اجزا کے مفاہیم کو بیان کرتی ہے اور ساتھ ہی نازل ہونے والے قرآن اور جاری کشمکش کے باہمی ربط کو بھی متعین کرتی ہے۔ جو لوگ حیاتِ مبارکہ کی اس داستان کا مطالعہ قرآن مجید کے رواں تبصروں اور بر محل ہدایات اور مخالف قوتوں سے مکالمے پر غور و فکر کے ساتھ کر رہے ہیں وہ یہ بات اچھی طرح جان چکے ہوں گے کہ ساتویں سال کے آغاز ہی سے کشمکش ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہےs، اتمامِ حجت تو پچھلے سال سورۂ شوریٰ کے نزول کے ساتھ شروع ہو چکا تھا، دعوت کے پہلے مرحلے [اتمامِ حجت سے قبل] میں تلوں سے جتنا تیل نکلنا تھا وہ نکل چکا تھا [جن کو آفاق و انفس کی دلیلوں سے غیب پر ایمان لانا تھا وہ لا چکے تھے] اب وہ لوگ باقی تھے جنھیں عرب و عجم کی بادشاہی کی پیشین گوئی کو پورا ہونے کے آثار دیکھ کر یا اسلام کو ایک معاشرے [مدینے] میں زندہ اور چلتا پھرتا دیکھ کر قبولِ ایمان پر مطمئن ہونا تھا۔

منکرین کا محاذ بھی اب بہت متحد تھا، جو لوگ دعوتِ توحید کو پہلے خطرہ نہیں سمجھ رہے تھے وہ اب اس کے ایک مستقل خطرہ ہونے کے قائل ہو چکے تھے۔ جو محمد [ﷺ] اور آپؐ کے ساتھیوں کے ساتھ بہت سختی کے قائل نہیں تھے وہ بھی اب اس تحریک کو دبا دینے کے درپے تھے، لیکن اب حالات میں دو بڑے فرق رونما ہو چکے تھے اوّلاً یہ کہ اسلام کے حامیان میں حمزہؓ بن عبدالمطلب اور عمرؓ بن الخطاب جیسی جری، بہادر اور بے باک شخصیات شامل ہو چکی تھیں، اور مسلح ٹکراؤ کی شکل میں ایک زبردست مزاحمت کا اندیشہ تھا، تقریباً

تمام ہی قبیلوں کے نوجوانوں میں سے کچھ نہ کچھ اس تحریک سے وابستہ ہو چکے تھے، اس لیے خوش دلی کے ساتھ اپنے ہی رشتہ داروں پر ہاتھ اُٹھانا ابھی ممکن نہ تھا، اس کو ممکن ہونے اور اس کے جواز کے لیے ابھی اسلام کو ایک زندہ دشمن قوت بننے کی ضرورت تھی، چوں کہ ابھی تک کسی مملکت اور ریاست میں اس کی عمل داری یا حکومت نہیں تھی اس لیے رشتہ داریوں کو نبھانے کی قدیم روایتوں کی موجودگی میں اپنے ہی رشتہ داروں سے دوبدو خون ریزی کرنا قریش کے لیے نہ تو ممکن تھا اور نہ ہی ایسا کر کے باقی عرب کے سامنے اپنی پوزیشن کو خراب اور شکستہ دکھانے کی احمقانہ جرأت قریش میں تھی۔ دوم یہ کہ اہلِ مکہ کو اپنے اطراف، مدینہ اور حبشہ، دو جانبوں سے مسلمانوں کو مدد ملنے کا خطرہ ہو سکتا تھا۔ اُنھیں یاد تھا کہ مدینہ، محمد [ﷺ] کے دادا عبدالمطّلب کی ننھیال ہے۔ اسی طرح ابھی کچھ ماہ قبل ہی حبشہ کے دربار میں عمر بن العاص کی قیادت میں مکہ کا سفارتی وفد ذلیل ورسوا ہو کر ناکام لوٹ آیا تھا اور حبشہ سے آنے والا نصاریٰ کا وفد اسلام قبول کر کے حبشہ واپس گیا تھا، یوں حبشہ مسلمانوں کا ایک خفتہ ہی سہی مگر ایک مرکز ضرور تھا۔ اِن حالات میں پہلے جیسی کھلی نا منصفانہ اور ظالمانہ جارحیت ممکن ہی نہ رہی تھی۔ چناں چہ قریش نے بنوہاشم کے معاشی اور معاشرتی مقاطعہ کرنے کا اعلان کر دیا جب تک کہ وہ محمد [ﷺ] کو اُن کے حوالے نہ کریں۔

محسوس ہوتا ہے کہ قریش کا یہ اقدام بہت زیادہ غور و فکر اور نتائج کا اندازہ کیے بغیر تھا، اُنھیں ہرگز یہ اندازہ نہ ہو گا کہ ابو طالب کی سربراہی میں بنوہاشم اتنے سخت جان نکلیں گے کہ تین سال یہ معاشی اور سماجی مقاطعہ سہہ جائیں گے اور نہ ہی یہ اندازہ تھا کہ اُن کے اپنے قبیلوں میں جو رشتہ داریاں شادیوں کے ذریعے قایم ہوئی ہیں اور جو ہمدردی بنوہاشم کے لیے مختلف قبیلوں میں پائی جاتی ہے وہ وقت گزرنے کے ساتھ رنگ لانا شروع کر دے گی اور قبائل میں بنوہاشم کے لیے ہمدردی پیدا ہو جائے گی۔ نہ ہی قریش کو یہ اندازہ تھا کہ مخالفت کا مرکز بنوہاشم کو بنا لینے سے باقی تمام مسلمانوں کو ایک طرح کی سہولت (relief) مل جائے گی اور وہ مخالفت کا پہلا نشانہ نہیں رہیں گے اور جب تک یہ صورتِ حال رہے گی مسلمان اپنی تربیت اور تنظیم پر توجہ دے سکیں گے۔ اسی مقاطعہ کے دوران شق القمر کی نشانی بھی اللہ تعالیٰ نے دکھائی، اگرچہ منکرین اِسے دیکھ کر ایمان تو نہیں لائے مگر رسول اللہ ﷺ کی اور آپؐ کی دعوت کی حقانیت کا ایک واضح ثبوت اپنے نقوش چھوڑ گیا جو سرداروں کو چھوڑ کر منکرین کے عام لوگوں کو اپنے موقف کے کھوکھلے پن کو جاننے کا موجب بن گیا، اِن حالات میں سرداروں کے لیے نبی ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے خلاف تشدد اور سخت اقدام کرنا خفتہ

رائے عامہ کے خلاف ایک مشکل عمل بن جاتا ہے جس طرح فرعون کے لیے باوجود اعلان اور ارادے کے موسیٰؑ کو قتل کرنا مشکل ہو گیا تھا۔

اس پسِ منظر میں نازل ہونے والے قرآن مجید کے اجزا کا مطالعہ فرمایئے، کفار کے اعتراضات کے جوابات اور مؤمنین کے لیے نئی ہدایات دیکھیے، مخاطبین کو نئے نئے انداز سے ابلاغ دیکھیے، پچھلے انبیاء کی دعوت اور اُن کے ساتھ گزشتہ قوموں کا رویہ دیکھیے، پھر اللہ کے غضب کا بھڑکنا اور اہلِ ایمان پر اکرام کی بارش کا برسنا دیکھیے اور اس سارے پس منظر میں نبی ﷺ کے ساتھ رواں دواں کارواں کو پیہم سامانِ تسلی اور انتہائی عالمِ بے سامانی اور ناقدری میں کام یابی کی ناقابلِ یقین [سیکولر اذہان کے لیے] بشارتیں اور اُس کے حصول کے لیے کرنے کے کاموں اور تعمیرِ سیرت کے لوازم کا بیان دیکھیے۔ نبی اکرم ﷺ کی بپا کردہ دعوتی مہم کی تاریخ کے اِن جلووں کو دیکھنے کے ساتھ اس سارے لوازمے کو آج کے دور میں احیائے اسلام کی کوششوں پر منطبق کرتے جایئے۔ غور فرمایئے کہ کیا کچھ ہو رہا ہے، کیا نہیں ہونا چاہیے اور کیا مزید ہونا چاہیے۔

محرّم ۱۰ نبوی میں مقاطعہ کے اختتام کے بعد ابو طالب کی وفات سے جو سماجی مشکلات اور سیّدہ خدیجہ کی وفات سے جو خانگی و جذباتی مسائل پیدا ہوئے ہوں گے، اُن کا خیال کیجیے اور دیکھیے کہ نبی ﷺ کس مستقل مزاجی سے اپنے مشن پر جمے رہے اور طائف کے دعوتی سفر پر نکل گئے یہ ایک ایسا اقدام ہے کہ جسے دیکھ کر آج کا ایک مؤرخ دانتوں میں حیرت سے اُنگلیاں دبا لیتا ہے، خصوصاً مستشرقین یہ نہیں سمجھ پاتے ہیں کہ مکہ میں تو آپ کی جڑیں تھیں مگر طائف میں جو قریش ہی کا ایک دوسرا شہر تھا اور مکہ کے منکرین کے سرداروں کی وہاں جاگیریں تھیں کیوں کر آپ نے وہاں جانے کا فیصلہ کر لیا، کیوں کر ممکن تھا کہ وہاں کے لوگ آپ کو پناہ دینے پر آمادہ ہو جائیں گے؟ اس لیے بعض مستشرقین اِسے غیر دانش مندانہ [نعوذ باللہ] اور بعض غیر معمولی جرأت کا مظاہرہ کہتے ہیں، وہ نہیں جانتے کہ وہاں سارے کام براہِ راست خالقِ کائنات کی رہ نُمائی میں انجام پا رہے تھے!

پانچویں برس کے آغاز میں مکہ کی صورتِ حال

چوتھے سال کے اختتام پر جب سردارانِ قریش نے دیکھا کہ محمد ﷺ تمام تر استہزا کے باوجود مستقل مزاجی سے نئے دین کی طرف لوگوں کو بلا رہے ہیں اور روز بروز اُن کے متبعین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور اسی سال حج کے موقع پر باوجود اُن کی ساری پیش بندیوں کے، آپ ﷺ نے حجاجِ کرام کے ایک ایک

خیمے میں جا کر پورے عرب کے نمایندوں کے سامنے اپنی بات پہنچا دی تب انھیں محمد ﷺ کی دعوت کی گہرائی اور اُس کے دور رس اثرات کا احساس ہوا، وہ جان گئے کہ یہ دعوت مکہ میں اُٹھنے والے امیہ بن ابی الصلت، قس بن ساعدہ، ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل وغیرہ جیسے سابقین کی مانند کوئی معمولی سی توحید کی لہر نہیں ہے، جسے وقت خود اپنی موت مار سکے گا، انھوں نے جان لیا کہ اگر اب بھی محمد ﷺ کو اس دعوت سے باز نہ رکھا گیا تو پورے حجاز میں اُنھیں جو قیادت کا منصب حاصل ہے اور بے قید نفس کی بندگی کا جو اُن کا پسندیدہ نظامِ زندگی رائج ہے، نہیں رہے گا۔

نبی ﷺ نے اللہ کی مدد اور توفیق سے اپنی اخلاقی ساکھ اور ہر دلعزیزی کی بنیاد پر نظامِ باطل کو مقابلہ کے میدان میں چیلنج کرنے سے قبل ہی نبوت کے پہلے تین برسوں میں نوجوانوں کی اتنی جمعیت جمع کر لی تھی جو کسی فکری، معاشرتی اور سیاسی انقلاب کے ہراول دستے کے لیے کافی تھی، یہ جمعیت صرف آپؐ کے اپنے قبیلے بنو ہاشم سے نہیں تھی، بلکہ بنو ہاشم سے تو آپؐ کو دوسرے قبائل کی نسبت کم ہی لوگ ملے تھے، مسلم تحریک کا نفوذ ہر قبیلے میں تھا، جس طرح سے لوگ اپنے اپنے قبیلوں میں اپنے بڑوں کے حکم سے سرتابی کی مجال نہیں رکھتے تھی اسی طور یہ سارے نوجوان بغیر کسی قبائلی تعلق کے نبی ﷺ کے حکم اور خواہش سے سرِ مو انحراف کی اپنے دلوں میں کوئی گنجایش نہیں رکھتے تھے۔ اس بیان کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ وہ اپنے اپنے قبائل کے بڑوں کے باغی ہو گئے تھے بلکہ وہ تو اپنے قبیلے کے وہ تمام حقوق ادا کرتے تھے جو اسلام اور قرآن سے اور نبی ﷺ کی خواہش اور اطاعت سے نہیں ٹکراتے تھے اور اسلام نے بھی سوائے شرک اور منکرات [وہ جانے پہچانے کام جنھیں انسانی ذوقِ سلیم بُرا جانتا ہے] سے اجتناب کے اُن پر کوئی ایسا بوجھ نہیں ڈالا تھا کہ وہ اپنے قبیلوں میں کسی انار کی کا باعث بنتے، اس کے برعکس اِن کی شرافت، منکرات سے پرہیز نے اِنھیں اپنے اپنے دائروں میں پہلے سے زیادہ بااخلاق اور پسندیدہ اطوار والا بنا دیا تھا۔ اپنے اپنے قبائلی دائروں میں رہتے ہوئے بھی وہ ایک دوسرے دائرے میں زیادہ قوت ثقل کے ساتھ شامل ہو گئے تھے جس طرح زمین، دن اور رات کی تخلیق کے لیے اپنے محور پر گھومنے کے ساتھ موسموں کی تخلیق کے لیے اللہ کے حکم سے سورج کے گرد بھی گھوم رہی ہے۔ بعینہٖ تمام مسلم، مکہ میں اپنے اپنے قبیلوں کے مطالبات اور حقوق کی ادائگی کے ساتھ اسلام کے ایک دوسرے دائرے میں بھی شامل ہو چکے تھے اور اس کے سربراہ محمد ﷺ کے ساتھ اُن کی محبت اور وفاداری اُن کی اپنی جان، مال اور اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ تھی، محمد ﷺ کی یہ قیادت منکرین

کے لیے اصل سوہانِ روح تھی۔ اسلام کے ذریعے مشرکین کو سارے عرب کی مخالفت کے نتیجے میں معاشی تنگ دستی اور کساد بازاری کے جو ڈراؤنے خواب نظر آرہے تھے اُس کے مقابلے میں مکہ کے سرداروں کو محمد ﷺ کے سامنے اپنی اور آنے والی نسلوں میں اپنی اولاد کی سرداری ختم ہونے کا خواب زیادہ ڈراؤنا تھا۔

قبیلے کے بڑوں کی روز روز کی نکتہ چینی، ڈانٹ ڈپٹ اور استہزا سے پاک ماحول میں عزتِ نفس کے ساتھ ایک اللہ کی بلا کسی روک ٹوک بندگی کی خاطر [نہ کہ کسی طور کی جسمانی ایذا سے پریشان ہو کر] مسلمانوں کی نصف کے قریب [یا نصف سے کچھ کم] تعداد ایک زیادہ ترقی یافتہ حبشہ کے منظم معاشرے میں جا کر سکون سے قدم جما چکی تھی۔

اس ہجرت نے جہاں اُن مہاجر مسلمین کو ایک گونہ سکون و اطمینان مہیا کیا تھا وہیں مکہ میں رہ جانے والے مسلمانوں اور مسلم تحریک کو ایک پشت پناہی مہیا کی تھی، اب استہزا اور طعنوں کی زبانیں بھی کافی حد تک دب گئی تھیں کہ ہر ایک ڈرتا تھا کہ کسی مسلم کو اُس کے رشتے داروں نے زیادہ زچ کیا تو وہ وطن و عصبیت پر دو حرف بھیج کر حبشہ کی جانب مہاجرت اختیار کر لے گا۔ بے ہودہ مخالفت کے سامنے یہ بڑی کار آمد ڈھال [deterrence] تھی جو مسلمانوں کو حاصل ہو گئی تھی۔ ہجرت سے اِن آزاد لوگوں کو روکنا آسان نہ تھا جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب لیلیٰؓ اور اُن کے شوہر عامرؓ نے ہجرت کے لیے رختِ سفر باندھا تو عمرؓ بن الخطاب جو اُس وقت تک ایمان نہ لائے تھے اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے اپنی سخت مخالفت کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے خالی بچشمِ نم اُن کو دیکھتے رہ گئے، اتنی مجال نہ تھی کہ قید کرتے، سامان چھینتے یا اتنا ہی کہ برا بھلا کہہ سکتے، اس میں عمر بن الخطاب کی کم زوری کا کوئی دخل نہ تھا بلکہ نبی ﷺ کی مدبرانہ حکمتِ عملی کے ساتھ اللہ کے دین کی سربلندی اور مشرکانہ نظامِ جاہلیت سے ایک چو مکھی فتح کی جانب جاتی ہوئی بازی کا دخل تھا کہ وہ اس کم زور پوزیشن میں آ گئے تھے، بساط پر شہ چال چل دی گئی تھی اور مشرکانہ تمدن کے شہنشاہ اپنے بچاؤ کے لیے کوئی پناہ گاہ نہ پاتے تھے۔

نبوت کے چھٹے سال کے آغاز ہی میں حبشہ میں مضبوط قدم جمانے کے ساتھ ساتھ حالات کی ایک نئی کروٹ یہ تھی کہ حمزہ بن عبد المطّلب اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کے ایمان لانے نے کفار کو اس قابل نہیں چھوڑا تھا کہ وہ طاقت کے زور پر مسلمانوں کو حرم کا طواف کرنے یا اُس میں نماز ادا کرنے اور محفلیں جمانے سے روک سکیں۔ اب سارے قبیلوں کے چنیدہ حساس اور مقصد پر مر مٹنے کا عزم رکھنے والے مسلمانوں کا اپنا ایک

گروہ تھا جو کسی بھی قبیلے کے مقابلے میں زیادہ منظم، اپنے سردار کا زیادہ مطیع اور عددی لحاظ سے بھی بلند تر تھا۔ مسلم تحریک اب جاہلیت کے مقابلے میں قبائلی نظام کے مقابلے میں زیادہ دلیر اور موثر تھی۔ مگر یہ ایک قبیلہ [نظریاتی بنیادوں پر نہ کہ نسبی] تھا تو وہ بیس سے زائد قبیلے تھے، کسی ایک قبیلے کے مقابلے میں عددی برتری رکھنے کے باوجود منکرین کے تمام قبائل کی مجموعی آبادی مسلم آبادی سے محتاط اندازے کے مطابق پچیس سے تیس گنا زیادہ تھی [190]؛ مگر ہر قبیلے میں اس موضوعی اسلامی قبیلے کے افراد موجود تھے اور نفوذ کر چکے تھے۔

سیرت النبی ﷺ اور تاریخِ اسلام کے طالبِ علم، تاریخ کے اوراق میں یہ بات آسانی سے دیکھ سکتے ہیں کہ نبوت کے ساتویں سال کے آغاز میں مسلمان اپنی کم تعدادی کے باوجود مشرکین کے ساتھ طاقت کے ایک توازن میں آ گئے تھے، اگر مکہ اور اُس کے گرد و نواح میں دورِ حاضر کی مانند حکم رانی کے لیے ایک فرد اور ایک ووٹ کا تصور ہوتا اور مسلم تحریک انتخابات میں اپنے نظریات کی بنیاد پر حصہ لیتی تو کفار کی عظیم اکثریت ایک سیٹ پر بھی مسلمانوں کو جیتنے نہ دیتی، اسی طرح اگر اُس وقت کسی بھی نوع کی کوئی منظم حکومت ہوتی تو اُس کی طاقت کے سامنے معاشرے کے بنیادی مسلمہ نظریات [جاہلیت یا نام نہاد روشن خیالی enlightment] سے انکاری اور باغی مسلمانوں کا جینا محال ہوتا، مگر غیر جمہوری اور غیر منظم قبائلی نظامِ زندگی میں ہر مسلم فرد کو اپنے قبیلے کے بڑوں کا سامنا تھا، بس؛ کسی دوسرے قبیلے کے فرد کے لیے یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنے قبیلے سے باہر کے کسی فرد کو کوئی جسمانی، مالی یا معاشرتی سزا دے سکے۔ قبائلی روایات میں سزائے موت کی کوئی روایت ہی نہیں تھی، اس کے علاوہ خونی رشتے کی اتنی زیادہ اہمیت اور محبت تھی کہ وہ اُنھیں پتھر کے بتوں کی خاطر جان سے نہیں مار سکتے تھے۔ یوں ہر نوجوان مسلم مرد اور عورتوں کو الگ الگ اپنے قبیلوں میں اپنے ہی ماں باپ، چچا تایا اور دادا وغیرہ کا سامنا تھا، جو سارے اختلاف کے باوجود اِن سے بہت محبت بھی کرتے تھے۔

اللہ رب العالمین کی ہدایت میں رسول اللہ ﷺ کی پیدا کردہ ایک سیرت و کردار کی حامل موثر اقلیت نے جو تمام قبائلی عصبیتوں سے بالاتر تمام قبائل میں گہرا نفوذ رکھتی تھی، منکرین کو ایک ایسی مشکل میں ڈال دیا تھا کہ نہ جائے ماندن اور نہ ہی پائے رفتن والا معاملہ تھا۔ کسی بھی فرد کو اُس کے عزیز اور رشتے دار ہی کوئی سزا

---

190 دورِ نبوی میں مکہ کی آبادی محتاط اندازے کے مطابق دس ہزار [تمام مرد، خواتین، بچے اور بوڑھے بشمول لونڈی غلام] کے درمیان تھی جن میں مسلمان آبادی ۴۰۰ کے قریب تھی [بشمول تمام خواتین، بچے وغیرہ]۔

دے سکتے تھے، نہ وہ قتل پر آمادہ تھے اور نہ ہی سزا دے کر حبشہ بھگا دینے پر تیار تھے۔ سرداران قبائل اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ اگر اسلام کا راستہ نہ روکا گیا تو جلد ہی اُن کی قیادت کا اور اُن کے تمدن کا جنازہ نکل جائے گا۔ پس چہ باید کرد؟ یہ سوال نوشتہ دیوار تھا۔ کیا سارے قبائل اپنے مسلمانوں کو قتل کر دیں؟ مکہ سے نکال دیں؟ کوئی بھی اپنے ہم قبیلہ رشتہ داروں کے ساتھ اس بات پر تیار نہ تھا۔ جو چند غلام لونڈی ایمان لا کر تشدد کا نشانہ بنے تھے اُن کو ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فیاضی نے آزاد کرا دیا تھا، کس کی مجال تھی اِن آزاد کردہ غلاموں پر ہاتھ اُٹھائے۔ اس سے قبل کہ وہ کسی آخری اور حتمی فیصلے پر پہنچ پاتے [جس پر وہ چھ سال بعد سن ۱۳ نبوی میں پہنچے کہ اس سارے معاملے کی اصل جڑ محمدؐ ہی کو سارے قبائل مل کر قتل کر دیں]، اُنھوں نے ایک اور تجویز پر اتفاق کر لیا کہ سارے قریش اس 'خرابی' کے منبع قبیلے، بنو ہاشم سے مطالبہ کریں کہ وہ محمدؐ کو سرداران قریش کے حوالے کر دیں وگرنہ وہ اُس قبیلے کا معاشی اور معاشرتی مقاطعہ کریں اور یہ مقاطعہ اُس وقت تک جاری رہے جب تک وہ محمدؐ کو حوالے کرنے پر آمادہ نہ ہو جائیں۔

☆☆☆☆☆

نبوت کے پہلے گیارہ سالوں میں نوح علیہ السلام کے مختلف سورتوں میں تذکروں کے حوالے

جلد	صفحہ	سورۃ	سن
۲	۶۸	سُوْرَةُ الْحَاقَّة	۴ نبوی
۲	۱۲۵	سُوْرَةُ قٓ	۵ نبوی
۲	۱۳۵	سُوْرَةُ الذّٰرِيٰت	۵ نبوی
۲	۱۶۸	سورة الْمُؤْمِنُوْن	۵ نبوی
۲	۱۹۴	سُوْرَةُ نُوْح	۵ نبوی
۳	۹۷	سُوْرَةُ مَرْيَم	۵ نبوی
۳	۱۴۱	سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْت	۵ نبوی
۳	۱۶۶	سُوْرَةُ الْمُؤْمِن	۵ نبوی
۳	۲۰۲	سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰت	۵ نبوی
۳	۲۳۶	سُوْرَةُ النَّجْم	۵ نبوی
۴	۷۳	سُوْرَةُ الشُّوْرٰى	۶ نبوی
۴	۱۸۷	سُوْرَةُ الشُّعَرَآء	۶ نبوی
۵	۷۵	سُوْرَةُ الْاَنْبِيَآء	۷ نبوی
۵	۱۰۷	سُوْرَةُ الْقَمَر	۸ نبوی
۵	۱۸۱	سُوْرَةُ صٓ	۱۰ نبوی
۵	۲۵۴	سُوْرَةُ يُوْنُس	۱۱ نبوی
۵	۲۷۴	سُوْرَةُ هُوْد	۱۱ نبوی

ساتواں سالِ نبوت

[آغاز محرم سے اختتام ذوالحجہ]

بنو ہاشم کے معاشی اور سماجی مقاطعہ کے آغاز کا سال

• ساتواں سالِ نبوت: ۳۰ ستمبر ۶۱۵ء سے ۱۸ ستمبر ۶۱۶ء تک		
۶۷ واں باب: بنو ہاشم کا معاشی و سماجی مقاطعہ	۲۷۷	
۶۸ واں باب: کشمکش میں نبی ﷺ کی شخصیت	۲۹۵	
۶۹ واں باب: اٹھارہ برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ	۳۰۵	سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآء

گزشتہ سال سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃ، سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی اور سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْن کے ذریعے، دینِ اسلام، زمین پر اپنے غلبے کے دعوے کے ساتھ مشرکانہ جاہلیت کے مقابلہ میں ایک متوازی دین کے طور سامنے آگیا تھا۔ منکرین اِس اُٹھان پر بڑے برہم تھے۔ بنو ہاشم نے چوں کہ اس نئے دین کے علم بردار محمد ﷺ کو رائج قبائلی نظام کے مطابق تحفظ فراہم کر رکھا تھا، چناں چہ اُن ہی کو اس حمایت کی سزا دینے کا فیصلہ کیا گیا، جس کی شکل منکرین کو سماجی اور معاشی مقاطعہ کرنے میں نظر آئی، طے کیا گیا کہ نہ ان سے شادی بیاہ کریں گے، نہ خرید و فروخت کریں گے، نہ ان کے ساتھ اُٹھیں بیٹھیں گے، نہ ان سے میل جول رکھیں گے، نہ ان کے گھروں میں جائیں گے، نہ ان سے بات چیت کریں گے اور اس معاملے میں کسی بھی [ممکنہ انسانی فطرت میں ودیعت] نرمی اور رحم دلی [اور انصاف] سے کام نہ لیں گے اور نہ ہی صلح کی کوئی بھی پیش کش قبول کریں گے، جب تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے نہ کر دیں۔ مشرکین نے اِن امور پر قطع تعلق کی تحریری دستاویز تیار کر کے خانہ کعبہ میں آویزاں کر دی۔

ایک طرف دین کے نفوذ کے لیے نبی کریم ﷺ کی سیرت اپنا لوہا منوا رہی تھی، دوسری جانب منکرین کی پالیسی میں اب مسلمانوں سے تعرض ختم ہو گیا، اُن کی ساری توجہ بنو ہاشم پر تھی۔ حالات کی اس تبدیلی سے مسلمانوں کو دعوت کے ساتھ اپنی تربیت اور تزکیے کا موقع ہاتھ آگیا۔ اس دوران نازل ہونے والے قرآنی اجزا انھی دعوتی اور تربیتی مقاصد کو پورا کرتے ہیں۔

سن ۶۱۵ء کا جولین کیلنڈر [معاشی و سماجی مقاطعے کے پہلے سال]

	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	
جنوری			1 ۲۴	2 ۲۵	3 ۲۶	4 ۲۷	5 ۲۸	6 ۲۹	7 ربیع۲	8 ۲	9 ۳	10 ۴	11 ۵	12 ۶	13 ۷	14 ۸	15 ۹	16 ۱۰	17 ۱۱	18 ۱۲	19 ۱۳	20 ۱۴	21 ۱۵	22 ۱۶	23 ۱۷	24 ۱۸	25 ۱۹	26 ۲۰	27 ۲۱	28 ۲۲	29 ۲۳	30 ۲۴	31 ۲۵					ربیع۲
فروری						1 ۲۶	2 ۲۷	3 ۲۸	4 ۲۹	5 ۳۰	6 جمادی۱	7 ۲	8 ۳	9 ۴	10 ۵	11 ۶	12 ۷	13 ۸	14 ۹	15 ۱۰	16 ۱۱	17 ۱۲	18 ۱۳	19 ۱۴	20 ۱۵	21 ۱۶	22 ۱۷	23 ۱۸	24 ۱۹	25 ۲۰	26 ۲۱	27 ۲۲	28 ۲۳					جمادی۱
مارچ						1 ۲۴	2 ۲۵	3 ۲۶	4 ۲۷	5 ۲۸	6 ۲۹	7 جمادی۲	8 ۲	9 ۳	10 ۴	11 ۵	12 ۶	13 ۷	14 ۸	15 ۹	16 ۱۰	17 ۱۱	18 ۱۲	19 ۱۳	20 ۱۴	21 ۱۵	22 ۱۶	23 ۱۷	24 ۱۸	25 ۱۹	26 ۲۰	27 ۲۱	28 ۲۲	29 ۲۳	30 ۲۴	31 ۲۵		جمادی۲
اپریل		1 ۲۶	2 ۲۷	3 ۲۸	4 ۲۹	5 ۳۰	6 رجب	7 ۲	8 ۳	9 ۴	10 ۵	11 ۶	12 ۷	13 ۸	14 ۹	15 ۱۰	16 ۱۱	17 ۱۲	18 ۱۳	19 ۱۴	20 ۱۵	21 ۱۶	22 ۱۷	23 ۱۸	24 ۱۹	25 ۲۰	26 ۲۱	27 ۲۲	28 ۲۳	29 ۲۴	30 ۲۵							رجب
مئی				1 ۲۶	2 ۲۷	3 ۲۸	4 ۲۹	5 شعبان	6 ۲	7 ۳	8 ۴	9 ۵	10 ۶	11 ۷	12 ۸	13 ۹	14 ۱۰	15 ۱۱	16 ۱۲	17 ۱۳	18 ۱۴	19 ۱۵	20 ۱۶	21 ۱۷	22 ۱۸	23 ۱۹	24 ۲۰	25 ۲۱	26 ۲۲	27 ۲۳	28 ۲۴	29 ۲۵	30 ۲۶	31 ۲۷				شعبان
جون							1 ۲۸	2 ۲۹	3 ۳۰	4 رمضان	5 ۲	6 ۳	7 ۴	8 ۵	9 ۶	10 ۷	11 ۸	12 ۹	13 ۱۰	14 ۱۱	15 ۱۲	16 ۱۳	17 ۱۴	18 ۱۵	19 ۱۶	20 ۱۷	21 ۱۸	22 ۱۹	23 ۲۰	24 ۲۱	25 ۲۲	26 ۲۳	27 ۲۴	28 ۲۵	29 ۲۶	30 ۲۷		رمضان
جولائی		1 ۲۸	2 ۲۹	3 ۳۰	4 شوال	5 ۲	6 ۳	7 ۴	8 ۵	9 ۶	10 ۷	11 ۸	12 ۹	13 ۱۰	14 ۱۱	15 ۱۲	16 ۱۳	17 ۱۴	18 ۱۵	19 ۱۶	20 ۱۷	21 ۱۸	22 ۱۹	23 ۲۰	24 ۲۱	25 ۲۲	26 ۲۳	27 ۲۴	28 ۲۵	29 ۲۶	30 ۲۷	31 ۲۸						شوال
اگست					1 ۲۹	2 ذوالقعدہ	3 ۲	4 ۳	5 ۴	6 ۵	7 ۶	8 ۷	9 ۸	10 ۹	11 ۱۰	12 ۱۱	13 ۱۲	14 ۱۳	15 ۱۴	16 ۱۵	17 ۱۶	18 ۱۷	19 ۱۸	20 ۱۹	21 ۲۰	22 ۲۱	23 ۲۲	24 ۲۳	25 ۲۴	26 ۲۵	27 ۲۶	28 ۲۷	29 ۲۸	30 ۲۹	31 ۳۰			ذوالقعدہ
ستمبر	1 ذی الحج	2 ۲	3 ۳	4 ۴	5 ۵	6 ۶	7 ۷	8 ۸	9 ۹	10 ۱۰	11 ۱۱	12 ۱۲	13 ۱۳	14 ۱۴	15 ۱۵	16 ۱۶	17 ۱۷	18 ۱۸	19 ۱۹	20 ۲۰	21 ۲۱	22 ۲۲	23 ۲۳	24 ۲۴	25 ۲۵	26 ۲۶	27 ۲۷	28 ۲۸	29 ۲۹	30 محرم								ذی الحج
اکتوبر			1 ۲	2 ۳	3 ۴	4 ۵	5 ۶	6 ۷	7 ۸	8 ۹	9 ۱۰	10 ۱۱	11 ۱۲	12 ۱۳	13 ۱۴	14 ۱۵	15 ۱۶	16 ۱۷	17 ۱۸	18 ۱۹	19 ۲۰	20 ۲۱	21 ۲۲	22 ۲۳	23 ۲۴	24 ۲۵	25 ۲۶	26 ۲۷	27 ۲۸	28 ۲۹	29 ۳۰	30 صفر	31 ۲					محرم
نومبر						1 ۳	2 ۴	3 ۵	4 ۶	5 ۷	6 ۸	7 ۹	8 ۱۰	9 ۱۱	10 ۱۲	11 ۱۳	12 ۱۴	13 ۱۵	14 ۱۶	15 ۱۷	16 ۱۸	17 ۱۹	18 ۲۰	19 ۲۱	20 ۲۲	21 ۲۳	22 ۲۴	23 ۲۵	24 ۲۶	25 ۲۷	26 ۲۸	27 ۲۹	28 ربیع۱	29 ۲	30 ۳			صفر
دسمبر	1 ۴	2 ۵	3 ۶	4 ۷	5 ۸	6 ۹	7 ۱۰	8 ۱۱	9 ۱۲	10 ۱۳	11 ۱۴	12 ۱۵	13 ۱۶	14 ۱۷	15 ۱۸	16 ۱۹	17 ۲۰	18 ۲۱	19 ۲۲	20 ۲۳	21 ۲۴	22 ۲۵	23 ۲۶	24 ۲۷	25 ۲۸	26 ۲۹	27 ۳۰	28 ربیع۲	29 ۲	30 ۳	31 ۴							ربیع۱

اوپر آپ سن ۶۱۵ء کا جولین کیلنڈر دیکھ رہے ہیں۔ ہر سطر ایک ماہ کی نمایندہ ہے۔ یوں بارہ سطروں میں جنوری تا دسمبر بارہ مہینوں کی جولین تواریخ آپ انگلش میں تحریر ہندسوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ ہر خانے میں نیچے کی جانب قمری تاریخیں اردو ہندسوں میں دی گئی ہیں۔ ہر مہینے کی پہلی تاریخ والے خانے میں مہینے کا نام درج ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ۳۰ ستمبر کو محرّم کی پہلی تاریخ تھی، یہ نبوت کے ساتویں سال کا نقطہ آغاز ہے۔ اس سے پہلے اور اوپر کی سطور میں تمام ماہ و ایّام چھٹے سالِ نبوت کے ہیں۔ ۳۱ دسمبر کو ساتویں سالِ نبوت کی ۴ ربیع الثانی تھی۔ اس سال کے باقی ایّام اور مہینے آپ سن ۶۱۶ء کے جولین کیلنڈر میں صفحہ ۸۶ پر دیکھ سکتے ہیں۔ ۶۱۵ء کے اکتوبر [محرّم ۷ سال بعثت] کی ابتدائی تاریخوں میں معاشی اور سماجی مقاطعہ شروع ہوا اور بنو ہاشم حرم سے قریب اپنے متفرق مکانوں کو چھوڑ کر اپنے محلے شعبِ ابی طالب میں منتقل ہو گئے۔